حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی جانشینی

(تاریخ کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ)

ڈاکٹر سجاد علی استوری[1]
drastori@yahoo.com

کلیدی کلمات: نزاریہ، مستعالیہ، اسماعیلیہ، نص، بوہری، دروز، قرامطہ، خالصہ، مبارکیہ، شمطیہ

خلاصہ

حضرت امام جعفر صادقؑ شیعہ اثنا عشریہ کے چھٹے اور اسماعیلیوں کے پانچویں امام ہیں۔ آپ کی مدت امامت تقریباً چونتیس سال ہے۔ آپؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کے ماننے والے دو بنیادی فرقوں اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ میں تقسیم ہوئے۔ اثنا عشریہ کے مطابق آپؑ نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر نص بیان کی تھی۔ جبکہ اسماعیلیوں کے مطابق امام جعفر صادقؑ نے اپنے ایک اور بیٹے حضرت اسماعیل پر نص امامت کی تھی۔ عباسی حکمرانوں کی سختیوں کی وجہ سے امام جعفر صادقؑ کے اصل جانشین کا اعلان عمومی نہیں ہوا بلکہ انتہائی احتیاط اور تقیہ کے عالم میں اس کا اعلان ہوا۔ جس کی وجہ سے آپؑ کے جانشین کے بارے میں شک و شبہات پیدا ہوگئے۔

بعض قدیم مورخین کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ کی رحلت کے ساتھ ہی آپؑ کے چار الگ الگ بیٹوں کی امامت کے پیروکار پیدا ہوگئے۔ عبداللہ افطح بن جعفر کے ماننے والے افطحیہ کہلائے جو بعد میں حضرت موسیٰ کاظمؑ کے معتقد ہوگئے۔ اسی طرح محمد الدیباج بن جعفر کی امامت کا دعویٰ کیا گیا بعد میں انہوں نے بھی حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کی طرف رجوع کیا۔ اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائلین کا سلسلہ جاری رہا جو اب تک موجود ہیں۔ دوسری طرف امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے ماننے والے آج دنیائے اسلام کے دوسرے بڑے فرقہ کی حیثیت سے موجود ہیں۔

مقدمہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ماہ ربیع الاول ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں مدینہ میں آنکھ کھولی اور مدینہ میں ۱۴۹ھ کو ماہ شوال میں انتقال فرما گئے۔ (1) آپؑ شیعہ اثنا عشریوں کے چھٹے اور اسماعیلیوں کے پانچویں امام ہیں۔ آپؑ نے تقریباً چونتیس سال امامت کی۔ آپؑ کی شہادت کے بعد آپ کے ماننے والے دو بنیادی فرقوں شیعہ اثنا عشریہ اور شیعہ اسماعیلیہ میں تقسیم ہوئے۔ شیعہ اثنا عشریہ کے مطابق حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ پر نص امامت کی تھی۔ جو حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے وقت بقید حیات تھے۔

القمی اور النوبختی کے مطابق یہ فرقہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی رحلت کے فوراً بعد کچھ عرصہ کے لئے حضرت اسماعیل بن جعفر صادقؑ کی موت کا قطعی یقین رکھنے کی بناء پر فرقہ قطعیہ کے نام سے بھی موسوم رہا ہے۔ لیکن بارہ اماموں کے نظریہ کی بناء پر بعد میں شیعہ اثنا عشریہ سے ہی مشہور ہوا، جو اب صرف شیعہ ہی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جبکہ شیعہ اسماعیلی کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے بجائے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل پر نص امامت کی تھی۔ جن کے حضرت جعفر صادقؑ کی شہادت کے وقت بقید حیات ہونے میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ حضرت اسماعیل کے نام سے منسوب ہو کر یہ لوگ شیعہ اسماعیلیہ کہلائے، جو اب صرف اسماعیلیہ (آغاخانی و بوہری) سے ہی مشہور ہیں۔ ''اسماعیلیہ کے چار فرقے (دور حاضر میں) موجود ہیں۔ قرامطہ بعض عرب ممالک بالخصوص بحرین و یمن میں بہت قلیل تعداد میں رہتے ہیں، جبکہ دروز فلسطین، شام اور یمن کے کچھ علاقوں میں بہت کم تعداد میں موجود ہیں۔ شیعہ اسماعیلیہ نزاریہ (آغاخانیہ) اور مستعالیہ (بوہری) دنیا کے بیس سے زیادہ ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں بستے ہیں'' (2)

1۔ اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور سندھ

حضرت امام جعفر صادق ؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کے ماننے والوں کی ایک بڑی تعداد نے حضرت اسماعیل اور امام موسیٰ کاظم ؑ کے بجائے حضرت محمد بن جعفر (جو الدیباج سے مشہور تھے) کی امامت کو قبول کیا۔ فرہاد دفتری کے مطابق ۲۰۰ھ جبکہ شیخ سعد اللہ القمی کے مطابق ۱۹۹ھ میں آپ نے عباسی خلیفہ المامون کے خلاف خروج کیا اور ناکام ہوئے۔ اس واقعے کے دو یا تین سال بعد آپ رحلت فرما گئے۔ کسی بھی قدیم کتاب میں یہ نہیں ملتا ہے کہ الدیباج نے اپنی زندگی میں دعویٰ امامت کیا ہو۔ البتہ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے مریدین میں سے ایک شخص یحیٰ بن ابی شمیط (السمط) نے آپ کی طرف امامت کو منسوب کیا اور اسی شخص کی نسبت سے مورخین نے اس کو فرقہ سمطیہ یا شمطیہ کا نام دیا ہے۔ بعد میں اس فرقے کی اکثریت نے حضرت عبداللہ افطح بن جعفر کی امامت کی طرف رجوع کیا۔

یاد رہے کہ بعض مورخین کے مطابق حضرت عبداللہ افطح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے اس لئے بعض لوگوں نے انہیں ہی اپنا امام تسلیم کیا تھا۔ لیکن بعد میں حضرت افطح اور ان کے ماننے والوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کی طرف رجوع کیا اور موسیٰ بن جعفرؑ کو اپنا امام تسلیم کیا۔ یہ نقطہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت محمد الدیباج بن جعفر اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے ماں و باپ دونوں کی طرف سے سگے بھائی تھے، جبکہ حضرت عبداللہ افطح حضرت اسماعیل بن جعفر کے ماں و باپ کی طرف سے سگے بھائی تھے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت محمد الدیباج کی موت کے بعد آپ کے مریدوں کی قیادت حضرت اسماعیل کے حقیقی بھائی حضرت عبداللہ افطح بن جعفر نے کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مریدین کی تعداد بھی سب سے زیادہ تھی۔ جیسا کہ فرہاد دفتری لکھتے ہیں۔ "امام جعفر صادق ؑ کے ماننے والوں کی اکثریت نے اب آپ کے بڑے بیٹے عبداللہ افطح کو اپنا نیا امام تسلیم کیا، جو امام اسماعیل کے سگے بھائی تھے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ عبداللہ اپنے والد سے نص ثانی حاصل کرنے کے مدعی تھے اور ان کے پیرو افطحیہ یا فطحیہ نے اس بارے میں امام صادق ؑ سے ایک حدیث بھی نقل کی کہ امامت امام کے بڑے فرزند کے توسطّ سے منتقل ہوتی ہے۔

بہر حال عبداللہ جب اپنے والد کی وفات کے تقریباً ستر (۷۰) دن بعد فوت ہوئے تو ان کے حامیوں کی اکثریت موسیٰ بن جعفر کی طرفدار بنی" (3) درحالانکہ حضرت عبداللہ اور ان کے سگے بھائی حضرت اسماعیل کی امامت میں بہت زیادہ مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ حضرت اسماعیل کی امامت کے لئے ان کے حامیوں نے جن دلائل کو ذکر کیا ہے، یہی دلائل حضرت عبداللہ کے لئے بھی ثابت تھے، کیونکہ حضرت عبداللہ کی والدہ حضرت حسن کی نسل سے امام زادی تھیں تو دوسری طرف قائم امام حضرت جعفر صادق ؑ کی موجودگی میں بڑے بھائی (حضرت اسماعیل) کی رحلت کی وجہ سے خود بڑے بیٹے ہونے کا حق بھی رکھتے تھے، کیونکہ اسماعیل کے بعد آپ ہی تمام بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ فرہاد دفتری کے مطابق فرقہ افطحیہ نے اپنے امام کی امامت میں ثانی الذکر دلیل کو ہی پیش کیا ہے۔

بہر حال صورت حال کچھ بھی ہو فرقہ افطحیہ اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکا اور منقرض ہو گیا۔ اس فرقے کی اکثریت نے اپنے امام حضرت عبداللہ افطح کی حیات یا ان کی وفات کے فوراً بعد حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو قبول کیا۔ یہ فرقہ امامت کیلئے جو دلائل رکھتا تھا، ان میں سے اکثر دلائل حضرت اسماعیل پر صادق آتے تھے، جن کی بناء پر حضرت اسماعیل کی امامت کا دعویٰ کیا گیا تھا، لیکن فرقہ افطحیہ نے اپنے امام کے حقیقی بھائی کی امامت کو قبول کرنے کے بجائے حضرت موسیٰ بن جعفر کی امامت کو قبول کیا۔ ان عوامل سے حضرت موسیٰ بن جعفرؑ کی امامت کو تقویت ملتی ہے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت جعفر صادق ؑ کے تمام بیٹوں نے دعویٰ امامت کیا تھا۔ ہماری تحقیق کے مطابق یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چھ یا سات بیٹے تھے سب نے دعویٰ امامت نہیں کیا تھا۔ البتہ چار بیٹوں کی امامت کا تذکرہ ملتا ہے ان میں سے بھی صرف دو بیٹوں نے اپنی حیات میں جعفر صادق ؑ کے نائب ہونے کا دعویٰ کیا ان میں ایک عبداللہ افطح تھا جس کا ذکر ہوا اور دوسرے حضرت موسیٰ کاظمؑ تھے جو جعفر صادقؑ کے جانشین بنے۔

جہاں تک حضرت اسماعیل بن جعفر اور حضرت محمد بن جعفر صادقؑ کی امامت کا تعلق ہے، تو ان دونوں نے امامت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ تاریخ میں ایسے کوئی شواہد موجود نہیں ہیں کہ ان دونوں نے اپنی حیات میں دعویٰ امامت کیا ہو۔ ان کی امامت کا دعویٰ ان کی موت کے تقریباً سو سال بعد سامنے آیا ہے۔ مورخین اس پر متفق ہیں کہ حضرت محمد بن جعفر نے دعویٰ امامت نہیں کیا تھا، بلکہ بنو عباس کے خلاف اعلان بغاوت کی وجہ سے آپ کی موت کے بعد بعض لوگوں نے آپ کو امام تسلیم کیا، لیکن بہت جلد ان پر یہ بات عیاں ہوئی کہ امام جعفر صادقؑ کے حقیقی جانشین اور وقت کے امام حضرت موسیٰ کاظمؑ ہیں تو انہوں نے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کی طرف رجوع کیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے امامت کے موروثی اصول وضع کئے تھے۔ آپؑ نے امامت کے اصولوں کو ایک ٹھوس بنیاد پر استوار کرنے کے بعد رحلت فرمائی تھی۔ لہٰذا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آپؑ کی رحلت کے فوراً بعد آپؑ کے تمام بیٹے امامت کا دعویٰ کریں۔ اور اگر یہ بات صحیح تسلیم کی جائے تو بھی ماننا پڑے گا کہ انہوں نے صرف حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو محفوظ کرنے کیلئے دعویٰ امامت کیا تاکہ بنو عباس کے جاسوسوں کو اس کا ادراک نہ ہو سکے کہ جعفر کے بیٹوں میں سے کون جانشین امام ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو پورا احساس تھا کہ خلیفہ المنصور کی وجہ سے ان کے بابا کی شہادت ہوئی ہے۔ لہٰذا منصور عباسی کسی طور پر بھی حضرت امام جعفر صادقؑ کے نائب کو معاف نہیں کرے گا۔ اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ حضرت موسیٰ کاظمؑ کا ہر ایک بھائی اپنے آپ کو اپنے بابا کا حقیقی جانشین سمجھتا تھا تو پھر ان میں سے اکثر بھائیوں نے اپنی حیات میں کیوں حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو قبول کیا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بھائیوں کی امامت کی نفی اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت جعفر صادقؑ کے اکثر بڑے مشہور اور معروف شاگرد جن میں زرارہ بن اعین، ابو محمد ہشام بن الحکم، مومن الطاق، حماد بن عیسیٰ، ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن الحجاج البجلّی الکوفی، عبداللہ بن الکاہلی الکوفی، مفضل بن عمر الکوفی جعفی، یونس بن یعقوب الجبلی الدّہنی وغیرہ شامل ہیں جنہوں نے شروع سے ہی حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو قبول کیا تھا۔ شیخ مفید لکھتے ہیں۔ ''حضرت امام جعفر صادقؑ کے بڑے بڑے صحابہ، آپؑ کے خاص رازدان لوگوں اور قابل وثوق فقہاء صالحین رحمۃ اللہ علیہم میں جنہوں نے آپ سے اپنے بیٹے اور ابوالحسن موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر نص قائم کی ہے، وہ مفصل بن عمر جعفی، معاذ بن کثیر، عبدالرحمٰن بن حجاج، فیض بن مختار، یعقوب سراج، سلیمان بن خالد، صفوان جمال وغیرہ ہیں'' (4)

حضرت امام جعفر صادقؑ کے تمام بیٹوں کے دعویٰ امامت کو ثابت کرنا مشکل ہے۔ اس پر تاریخی شواہد کے تناظر میں کافی تبصرہ کرنے کی گنجائش ہے، لیکن یہ ہمارے موضوع سے مربوط نہیں ہے۔ بس اتنا واضح کرنا مقصود ہے کہ قدیم مواد یہ بتاتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے بیٹوں حضرت اسحاق اور حضرت علی اور اصحاب کی اکثریت نے حضرت موسیٰ کاظم کی امامت کو قبول کیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کے جانشین پر اتنا بڑا اختلاف کیوں پیدا ہوا، جبکہ شیعہ اسماعیلی اور اثنا عشری دونوں کے نزدیک امامت کا قیام بذریعہ نص سے ہونا ثابت ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے بھی اس پر زور دیا ہے کہ امامت ایک خاص مذہبی علم پر مبنی ہے اور اس علم کی بنیاد پر ائمہ منصوص من اللہ ہوتے ہیں اور سابق امام بذریعہ نص امامت کو آئندہ امام کی طرف منتقل کرتا ہے۔ یقیناً حضرت اسماعیل حضرت موسیٰ کاظمؑ سے بڑے تھے اور ساتھ ہی ان کی والدہ ماجدہ امام زادی بھی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان کے والد انہیں بہت زیادہ اکرام اور تعظیم بھی دیتے تھے۔ ان ہی خصوصیات کی وجہ سے بض لوگوں نے انہیں حضرت امام جعفر صادقؑ کا جانشین تصور کیا ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ سب باتیں امامت کی خصوصیات اور علامات کے طور پر ثابت ہیں، لیکن نص امامت میں یہ باتیں شامل نہیں ہیں۔ اس لئے ان خصوصیات کو دلائل منصوصہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر حضرت اسماعیل کی وفات کا اقرار کیا جائے تو پھر بات اور زیادہ آسان ہو جاتی ہے، کیونکہ اکثر ماخذ کے مطابق حضرت اسماعیل اپنے والد سے قبل وفات پا گئے تھے۔ شیعہ اثنا عشری حضرت اسماعیل کی نیک سیرت کے بھی قائل ہیں۔ اکثر اثنا عشری علماء نے آپ کی مدح سرائی کی ہے۔ البتہ صرف ایک روایت ایسی بھی

نقل کی گئی ہے ،جس میں یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل نے شراب نوشی کی تھی جس کی وجہ سے درجہ عصمت میں نہیں رہے تو ان پر نص امامت بھی نہیں ہو سکتی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ روایت من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی ہے، کیونکہ حضرت اسماعیل کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ کہ کوئی بھی غیر شرعی فعل کو آپ سے منسوب کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو پھر صرف ایک ہی روایت کیوں ہوتی، بلکہ متعدد روایات اس مسئلے میں موجود ہوتیں اور آپ کی سیرت کے دیگر پہلوؤں میں بھی خامیاں سامنے آتیں۔ تاریخ میں ایسی کوئی بات درج نہیں ہوئی ہے جس سے حضرت اسماعیل کا نقص سامنے آتا ہو۔ نیز ان کی تربیت حضرت امام جعفر صادقؑ نے خود کی ہے۔

اس روایت کو علامہ مجلسی سے منسوب کرتے ہوئے ڈاکٹر زاہد علی لکھتے ہیں۔ ''علّامہ مجلسی نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے اسماعیل کو اپنا جانشین بنایا تھا، لیکن ایک موقع پر وہ خلاف شرع عمل کے مرتکب ہوئے۔ یہ دیکھ کر ان کے والد برافروختہ ہوئے اور امامت کا عہدہ موسیٰ کاظمؑ کی طرف منتقل کردیا۔'' (5) لیکن دوسری طرف علماء نے اس روایت کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت اسماعیل ایک نیک سیرت اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ لہٰذا منتقلی امامت کے حوالے سے حضرت اسماعیل کی سیرت کو وجہ بنانا صحیح نہیں ہے۔ اصل بحث یہ ہے کہ نص امامت حضرت اسماعیل پر ہوئی تھی یا نہیں۔

اکثر مورخین نے نص امامت کو حضرت اسماعیل سے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی طرف منتقل ہونے کی ایک اہم وجہ جعفر صادقؑ کی حیات میں ہی حضرت اسماعیل کی وفات بتاتے ہیں، جبکہ شیعہ اسماعیلیہ کے جدید مآخذات اس وجہ کی تائید نہیں کرتے ہیں۔ ''کچھ روایات میں حضرت امام اسماعیل کی نص امامت کو موسیٰ کاظمؑ پر بدلنے کا سبب ان کی باپ کی حیات میں وفات بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ان کے جنازے میں شامل لوگوں کی ایک فہرست تیار کی تھی۔ جہاں تک جنازے کے قصّے کا تعلق ہے ڈاکٹر ''ایوانف'' کا کہنا ہے کہ یہ قصّہ کسی نے پہلے سے تیار کیا ہوگا اور امام اسماعیل کے متعلق زیادہ اطلاعات نہ ہونے کی بناء پر لوگوں میں یہ قصہ مشہور ہوگیا۔'' (6)

ایوانف نے حضرت اسماعیل کی موت کی روایت جعلی ہونے کا شبہ ظاہر کیا ہے، لیکن اس پر وہ کوئی حتمی رائے دینے سے قاصر ہیں، کیونکہ اس حوالے سے ائمہ اہل بیت (اسماعیلیہ) سے منسوب کوئی ایک روایت بھی نہیں ملتی ہے۔ اس لئے کسی بھی مورخ اور محقق کے لئے حضرت اسماعیل بن جعفر کی موت آپ کے والد کی حیات میں ہونے کی نفی کرنا بہت مشکل ہے، لیکن اس کا احتمال ضرور پایا جاتا ہے۔ اس احتمال کو عقلی دلیل سے تقویت مل سکتی ہے کہ جس طرح سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت اسماعیل کی تجہیز و تکفین کا غیر رسمی انداز میں انتظام کیا ہے، یہ غیر رسمی انتظام ظاہر کرتا ہے کہ امام اپنے فرزند کو بنو عباس کے جابر و ظالم حکمرانوں سے بچانا چاہتے ہوں۔

بہرحال اگر قصّہ جعلی بھی سمجھا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت اسماعیل کو تقیہ میں بھیجا تھا اور حضرت اسماعیل بن جعفر کی موت اپنے والد کی حیات میں نہیں ہوئی تھی تو بھی صورت حال واضح نہیں ہوتی ہے کیونکہ موجودہ اسماعیلیہ کا تعلق اسماعیلیہ مبارکیہ سے ہے۔ قدیم اسماعیلیہ کے دو فرقے گزرے ہیں ایک فرقہ حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی حیات میں ہونے کے قائل رہا، جنہیں اسماعیلیہ مبارکیہ کہا جاتا ہے جبکہ دوسرا فرقہ جنہیں اسماعیلیہ خالصہ کہا جاتا ہے جو حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی حیات میں ہونے سے منکر رہا ہے۔

ڈاکٹر عزیز اللہ نجیب (ایک معروف اسماعیلی نزاری عالم) اس مسئلے کو کسی حد تک سلجھانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ موجودہ مذہب اسماعیلیہ کا تعلق ان قدیم اسماعیلیوں سے ہے، جنہوں نے حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی حیات

میں ہونے کااقرار کیالیکن خود قدیم اسماعیلیہ مبارکیہ میں قلیل تعداد میں کچھ اسماعیلی حضرات ایسے بھی تھے، جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی حیات کے بعد ہوئی ہے۔

موجودہ اسماعیلیہ کا تعلق انہیں لوگوں میں سے ہے۔ یقینا ڈاکٹر عزیز اللہ نجیب اس طرح اس اہم مسئلے کا ایک حل نکالنے میں کامیاب ضرور ہوئے ہیں، لیکن قدیم تاریخی مواد میں اس کی تائید نہیں ملتی ہے۔ کیونکہ مبارکیہ کے بھی دو فرقے قرامطہ اور میمونہ کے نام سے بنے تھے اور دونوں فرقے حضرت اسماعیل کی موت اپنے باپ کی حیات میں ہونے کے قائل تھے۔ قدیم مواد میں کہیں ایسا نہیں ملتا ہے کہ میمونہ اور قرامطہ میں کوئی ایسا گروہ بھی موجود تھاجو حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی حیات میں ہونے کا منکر تھا، یقینا ایسے لوگ تھے لیکن ان کا تعلق فرقہ مبارکیہ سے نہیں، بلکہ فرقہ خالصہ سے تھا یا خود بنو عباس سے تھا۔ جیساکہ دور حاضر کے معروف محقق ہاشم معروف لکھتے ہیں۔"اس کے باوجود کچھ شیعہ ان (اسماعیل) کی امامت کے قائل ہوگئے اور پھر منصور نے اس نظریہ کی تائید کی اور یہ خبر مشہور کر دی کہ بصرہ کے گورنر نے اطلاع دی ہے کہ اسماعیل وہاں موجود ہیں" (7)

بہر حال حضرت محمد بن اسماعیل کے حامیوں نے آپ کی امامت کو تسلیم کیا تھا، لیکن یہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ حضرت اسماعیل نے اپنی زندگی میں ایسا کوئی اشارہ فرمایا ہو کہ میں اپنے بابا کا قائم مقام بنوں گا یا حضرت جعفر صادقؑ کے شیعوں میں سے کسی نے حضرت اسماعیل کی حیات میں یا آپ کی رحلت کے فوراً بعد آپ کی امامت کا دعویٰ کیا تھا۔ مندرجہ بالا تمام باتوں کو تاریخی طور پر ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اکثر قدیم مورخین اور دور حاضر کے تاریخ اسماعیلیہ کے ماہر مورخ فرہاد دفتری کے مطابق تیسری صدی کے وسط سے پہلے موجودہ اسماعیلیہ مذہب کے عقائد اور نظریات کو ثابت کرنا محال ہے۔ کیونکہ تیسری صدی کے وسط سے پہلے حضرت اسماعیل کی امامت کا دعویٰ کرنے والا کوئی قابل ذکر گروہ سامنے نہیں آیا تھا۔

صورت حال کچھ بھی ہو"موجودہ اسماعیلیہ کے نظریے کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ کے بعد حضرت اسماعیل اور ان کے جانشین اماموں نے عباسی خلفاء کے اہل بیت پر ظلم و ستم کی وجہ سے نہایت ہی خفیہ طور پر زندگی بسر کی، یہ دور اسماعیلی تاریخ میں "دور ستر" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دور حضرت امام اسماعیل سے شروع ہوتا ہے اور گیارہویں امام حضرت مہدی کے ظہور پر ختم ہوتا ہے۔۔۔ یمن میں اسماعیلی داعی ابن حوشب (منصور یمن) کے ہاتھوں اسماعیلی حکومت قائم ہوئی اور حضرت ابو عبداللہ الشیعی نے شمالی افریقہ (مغرب) میں ۲۹۷ھ (۹۰۹ء) میں فاطمی خلافت کی بنیاد رکھی۔ حضرت اسماعیل نے دس سال تک امامت کے امور سرانجام دینے کے بعد ۱۵۸ھ (۷۷۵ء) میں وفات پائی اور سلمیہ میں دفن ہوئے اور نص کے مطابق آپ کے فرزند حضرت امام محمد مسند امامت پر جلوہ افروز ہوئے" (8)

شیعہ اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ میں سب سے اہم مسئلہ اور بحث حضرت اسماعیل کی وفات کے ان کے والد حضرت امام جعفر صادقؑ کی حیات میں ہونے کے حوالے سے ہے۔ اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ حضرت اسماعیل کی وفات ان کے والد کی حیات میں ہوئی ہے تو پھر حضرت اسماعیل کی امامت کو ثابت کرنا مشکل ہے اور اگر حضرت اسماعیل کی وفات اپنے والد کی وفات کے بعد ہونا ثابت ہو جائے تو پھر اسماعیل کی امامت کے دلائل کا تقابل ان کے چھوٹے بھائی حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے دلائل سے کیا جاسکتا ہے تاکہ ان دونوں بھائیوں میں اپنے والد کے صحیح جانشین کی تشخیص ہو سکے۔

موجودہ اسماعیلی حضرت اسماعیل کی موت حضرت جعفر صادقؑ کی رحلت کے دس سال بعد ہونے کے قائل ہیں۔ اگر حضرت اسماعیل اپنے والد کی رحلت کے بعد حیات رہے تو اس صورت میں جعفر صادقؑ کی طرف سے نص امامت حضرت محمد بن اسماعیل کیلئے ثابت کرنا مشکل ہوگا۔ یاد رہے کہ اسماعیلیہ کا ایک قدیم ترین فرقہ قرامطہ ہے جو حضرت محمد بن اسماعیل کو حضرت جعفر صادقؑ کا قائم مقام امام مانتے ہیں اور حضرت اسماعیل کی امامت کی نفی کرتے ہیں جبکہ موجودہ اسماعیلی ان دونوں کی امامت کے قائل ہیں۔ اگر امام جعفر صادقؑ کے بعد آپ کے بڑے فرزند

حیات تھے تو پھر حضرت جعفر صادقؑ اپنے قائم مقام (یعنی اپنے بیٹے حضرت اسماعیل) پر نص کریں گے نہ کہ حضرت اسماعیل کے قائم مقام (یعنی اپنے پوتے حضرت محمد) پر نص کریں گے۔ جبکہ قدیم اسماعیلی حضرت جعفر صادقؑ کی طرف سے نص امامت حضرت محمد بن اسماعیل پر ہونے کے قائل نظر آتے ہیں۔

بعض اسماعیلی مورخین کا یہ کہنا ہے کہ حضرت اسماعیل کا انتقال اپنے والد کی حیات میں ہوا تھا، لیکن چونکہ والد نے ان پر نص امامت کی تھی۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ نص ان کی اولاد میں باقی رہی۔ جیسا کہ موسیٰؑ پیغمبر نے ہارونؑ پر نص کی تھی، لیکن ہارونؑ خود موسیٰؑ کی حیات میں انتقال فرماگئے تھے۔ اسی طرح اسماعیل بن جعفر منصوص امام تھے، لیکن والد کی حیات میں انتقال فرماگئے اور انہوں نے رحلت سے پہلے اپنے بیٹے محمد پر نص امامت کی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی تاریخ وفات میں مورخین میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ شیخ دیدار علی آپ کی تاریخ وفات ۱۵۸ھ لکھتے ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر زاہد علی اپنی مشہور کتاب ''تاریخ فاطمین مصر'' میں حضرت اسماعیل کی تاریخ وفات ۱۳۳ھ لکھتے ہیں۔

بہر حال اکثر قدیم مواد یہی بتاتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی وفات اپنے والد کی حیات میں ہوئی تھی۔ اس کی تائید کچھ اس طرح بھی ہوتی ہے کہ محمد بن اسماعیل کو ان کے دادا حضرت جعفر صادقؑ نے چھپایا تھا یقیناً یہ کام باپ کی عدم موجودگی میں دادا ہی کرسکتا ہے، لیکن دوسری طرف ایک اشکال پیدا ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ حضرت اسماعیل نے اپنے فرزند حضرت محمد پر نص امامت کی تھی لیکن یہ کیسے ممکن ہے جبکہ قائم امام حضرت جعفر صادقؑ خود موجود ہوں۔ قائم کی موجودگی میں حضرت اسماعیل کس طرح اپنے بیٹے کی امامت کا اعلان کرسکتے ہیں۔

پیغمبر ہارونؑ اور موسیٰؑ کی دلیل بھی اس کو ثابت کرنے میں کافی نہیں ہے، کیونکہ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ پر نص پیغمبری کی تھی تو اس وقت حضرت موسیٰؑ خود (قائم) پیغمبر تھے۔ جبکہ حضرت اسماعیل کے انتقال کے وقت حضرت جعفر صادقؑ خود قائم امام کے طور پر موجود تھے تو پھر حضرت اسماعیل کی نص امامت اپنے فرزند حضرت محمد بن اسماعیل کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی دلیل سے ثابت کرنا کافی مشکل ہے۔ لیکن اگر حضرت اسماعیل کی رحلت کی تاریخ شیخ دیدار علی کی صحیح مان لی جائے تو مشکل یہ پیش آتی ہے کہ حضرت جعفر صادقؑ کے بعد امام حضرت اسماعیل حیات تھے تو پھر حضرت جعفر صادقؑ کو اپنے پوتوں کو تقیہ میں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ جبکہ آپ کے بعد ان کو امام ہی نہیں بننا تھا، کیونکہ آپ کو نص امامت اپنے سب سے بڑے بیٹے اسماعیل پر ہی کرنی تھی نہ کہ پوتوں پر۔ بہر حال حضرت امام جعفر صادقؑ کے بعد آپ کے سب سے بڑے فرزند حضرت اسماعیل اور ان کے فرزند حضرت محمد کی امامت کو تاریخ کے بنیادی مواد کے تناظر میں سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جب تک ان دونوں کی امامت کو نہ سمجھا جائے، مذہب اسماعیلیہ کو سمجھنا محال اور مشکل ہے۔

جبکہ دوسری طرف حضرت امام جعفر صادقؑ کی رحلت کے ساتھ ہی ان کے پیروکار حضرت امام جعفر صادقؑ کے عمر کے لحاظ سے تیسرے بیٹے حضرت امام موسی کاظمؑ کی امامت کے قائل ہوئے۔ اکثر قدیم تاریخی مواد کے جائزہ سے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔ حضرت موسی کاظمؑ کی امامت پر قدیم اور جدید دونوں مآخذ میں متعدد روایات اور نصوص کو بیان کیا جاتا ہے۔ ان روایات کو حضرت امام جعفر صادقؑ کے اصحاب اور شیوخ نے نقل کیا ہے۔ جن میں المفضل بن عمر الجعفی، معاذ بن کثیر، عبدالرحمٰن ابن الحجاج، الفیض بن المختار، یعقوب بن خالد، صفوان الجمال، یزید بن سلیط، داود بن کثیر، ابراہیم کرخی، عیسیٰ علوی، سلیمان بن خالد اور زرارہ بن اعین وغیرہ شامل ہیں۔ جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام موسی کاظم علیہ السلام کی امامت پر نصوص کو نقل کیا ہے۔

مندرجہ بالا سب کے سب شیعہ فقہاء، ثقات اور محدثین تھے اور ان میں سے کچھ حضرت امام جعفر صادقؑ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے دو فرزند حضرت اسحاق اور حضرت علی نے نہ صرف اپنے بھائی کی امامت کو تسلیم کیا بلکہ اپنے باپ حضرت امام جعفر صادقؑ سے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت میں متعدد روایات کو بھی نقل کی ہیں۔

طوالت کے خوف سے ان تمام حضرات کے نصوص کو نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ان روایتوں کو شیعہ علماء اکثر ائمہ کی سیرت پر مبنی کتب میں نقل کرتے ہیں۔ان کتب میں ایک قدیم کتاب "کشف الغمة فی معرفة الائمّة "ہے، جس کو ابی الحسن علی بن عیسی بن ابی الفتح الِاربلی (المتوفی ۶۹۳ھ) نے تالیف کیا ہے۔ اس کتاب کے جلد سوئم میں ان تمام روایتوں کو جمع کیا گیا۔ اسی طرح شیخ مفید نے اپنی کتاب "الارشاد"میں تقریباََ ۱۲روایتوں کو نقل کیا ہے اور ساتھ ہی موسیٰ کاظمؑ کی امامت کے دلائل کے طور پر آپ کے معجزات اور کرمات کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

علاوہ ازیں شیعہ اثنا عشریہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت پر ان احادیث سے بھی استفادہ کرتے ہیں، جن میں حضرت محمدﷺ نے ائمہ کی تعداد بیان کی ہے اور بعض احادیث میں بارہ ائمہ کے نام بھی بیان کئے ہیں۔ ان احادیث کو شیعہ و سنی محدثین نے اکثر سیرت اور احادیث کی بنیادی کتب میں نقل کیا ہے۔بارہ خلفاء کے وجود کے بارے میں دلالت کرنے والی حدیثیں اہل سنت کی معتبر ترین صحاح میں بھی ذکر ہوئی ہیں۔ صحیح بخاری ۹-۸۱، باب الاستخلاف، صحیح مسلم، ٦-۳کتاب الامارہ، مسند احمد ۵-۱۰۸،۵٦، مستدرک حاکم: ۳-۱۸ میں بارہ خلفاء والی احادیث کو دیکھا جاسکتا ہے۔

یہ سوال بدیہی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ اگر امام جعفر صادقؑ نے حضرت موسیٰ کاظمؑ پر نص امامت کی تھی تو پھر امامت کے حوالے سے اتنا اختلاف کیوں پیدا ہوا۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کی حیات میں اس طرح کے اختلافات بالکل بھی سامنے نہیں آئے تھے بلکہ آپؑ کی شہادت کے بعد اس طرح کے اختلافات تاریخ میں نمودار ہوئے جس میں وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی اپنی حیات میں آپؑ کے کسی ایک فرزند نے بھی امامت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ آپؑ کی شہادت کے بعد بھی کئی سالوں تک کسی نے امامت کا دعویٰ کیا تھا۔

جہاں تک رہی بات کہ امام جعفر صادقؑ نے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو واضح طور پر بیان کیوں نہیں کیا تو یہ بات عیاں ہے کہ اپنے اصحاب اور خواص کے پاس متعدد بار حضرت موسیٰ کاظمؑ پر نص امامت کی ہے تب ہی تو آپؑ کے تمام اصحاب نے حضرت موسیٰ کاظمؑ کی امامت کی طرف رجوع کیا اور انہیں اپنا امام تسلیم کیا۔البتہ عوامی سطح پر حضرت امام موسیٰؑ کی امامت پر برملا اظہار سے آپ گریزاں رہتے تھے اس کی بنیادی ووجہ "آپ (جعفر صادقؑ) پر بر سر اقتدار حکومت کی شب و روز پر سخت نگاہ تھی جیسا کہ آپ کے ساتھ منصور کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔امام جعفر صادقؑ نے خلیفہ منصور اور اس کے اعمال کے خوف سے اپنے شرعی جانشین کے نام کو اپنے خاص اصحاب کے علاوہ دوسرے عام لوگوں سے پوشیدہ رکھا تھا" (9) اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب اور خواص کے پاس اپنے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی امامت کو صراحت سے بیان کیا جس کی وجہ سے دور صادقین کے تمام فقہاء اور علماء اور شاگردان حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ سب نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر روایات کو نقل کیا ہے اور ان کی امامت کو تسلیم کیا ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ہاشم معروف، سیرت ائمہ اہل بیتؑ، ص ۲۴۸ ج ۲، مترجم سید علی رضا، طبع اول ۱۹۹٦ء، جامعہ تعلیمات اسلامی، کراچی پاکستان

2۔استوری، ڈاکٹر سجاد علی، نص امامت، ص ۲۳۸، ناشر اسلامک پبلی کیشنز جیوانی گارڈن سولجر بازار کراچی سن اشاعت ۲۰۱۲

3۔فرہاد دفتری، اسماعیلی تاریخ اور عقائد، ص۱۰۰،۹۹، ،ج اول، ایس ایک پریس پرنٹرز، پاکستان چوک، کراچی سن اشاعت ۲۰۰۴ء

4۔ شیخ مفید، کتاب الارشاد (تذکرۃ الاطہار) ص۳۷۷

5۔زاہد علی ڈاکٹر، تاریخ فاطمین مصر، ج۱، ص۴۱ بحوالہ بحارالانوار ج۱۱، ص۱۷۹

6۔دیدار علی شیخ، تاریخ ائمہ اسماعیلیہ، ج۱، ص۱۵۶، شیعہ امامیہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن گارڈن ایسٹ کراچی سن اشاعت ۱۹۹۰ء

7۔ حسنی، ہاشم معروف، سیرت ائمہ اہل بیتؑ، ج۲

8۔تاریخ ائمہ اسماعیلیہ، ج۱، ص۱۵۵، ۱۵۴

9۔ہاشم معروف، سیرت اہل بیتؑ، ج۲